تفسیر احمد

سُورَةُ الْمَاعُون

Ketabton.com

جزء - 30

سورہ «الماعون» کا تفسیر و ترجمہ

تصنیف: امین الدین « سعیدي - سعید افغانی»

(c) ketabton.com: The Digital Library

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ الماعون

جزء (30)

یہ سورت مکہ میں نازل ہوئی ہے، اس کی سات "۷" آیتیں ہیں

وجہ تسمیہ:

اس سورت کو"ماعون"اس لیے کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی مذمت کی ہے جو گھر کی ضروریات کو دوسروں سے روکے رکھتے ہیں، اور اسے ہمدردی میں نہیں دیتے ، اس سورت کو"سورہ دین"بھی کہا گیا ہے، کیونکہ اس سورت میں اخروی سزا نہ ماننے والوں کی مذمت کی گئی ہے، اس سورہ کا نام"الماعون"سورت کی آخری آیت سے لیا گیا ہے ، "ماعون" فاعول کے وزن پر،معن کے مادہ سے ہے، جو جاری ہونے کا معنی دیتا ہے، اور ماعون سے مراد وہ چیز ہے جو جاری و ساری ہو، اور کہیں نہیں رکتی ہو، اور یہ معنی بھلائی بھی ہے جو جاری ہو، وہ بھلائی جو معاشرے میں پھیلتی ہو اور پوری طرح رواں دواں ہوتی ہے، اور ہر ایک کا احاطہ کرتی ہے۔

اس سورہ کی مبارک آیات کا عمومی موضوع اس سورت کے نام سے واضح ہے جو "ماعون" کی اہمیت کو بیان کرتی ہے،اور یہ کہ اہل ایمان اور خاص طور پر قیامت پر ایمان رکھنے والوں کو ہمیشہ خود کو نیک اعمال میں مشغول رکھنا چاہیے، اس طرح کہ قیامت پر ایمان کی تصدیق کا راستہ "ماعون" کے جاری رکھنے میں ہے، اور جو شخص اس نیکی کو اپنےکسی بھی عمل سے روکنے کا ذریعہ اور بنیاد فراہم کرتا ہے، قیامت کے دن اس کے ایمان میں کمزوری اور عیب کا سبب ہوگا۔

سورہ ماعون کے دیگر نام

اس سورت کے نام: "اَرَءَيْتَ الَّذِىْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ، ألتكذيب و مَاعُوْنَ" ہیں،بعض علماء کے نزدیک یہ سورت مکی ہے،لیکن راجح قول یہ ہے کہ پہلی (۳)آیات مکی ہیں اور آخری(۴)چار آیات مدنی ہیں، کیونکہ مدینہ کے منافقین کے بارے میں آیا ہے کہ وہ ظاہری طور پر اور مسلمانوں کے سامنے نماز پڑھتے تھے، جبکہ در حقیقت خفیہ طور پر جاسوس اور منافق تھے۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

سورہ" ماعون" "سورہ السلوک"(راہ وروش)سے مشہور ہے، اور"وسورة التي يَعْلَم أَنَّ الْقُرْآن لابدمِنَ الْعِلمِ مَعَ الْعَمَل "یعنی: وہ سورت جو یہ سکھاتی ہے کہ قرآن صرف لفظی طورپر پڑھنے کے لیے نہیں ہے، بلکہ زندگی گزارنے کا ایک طریقہ ہے، اور قرآن کا علم عمل کے ساتھ ہونا چاہیے، پس باطن میں اور صرف انسانی دل میں نہیں ہے، بلکہ اسے عمل میں دکھانا چاہیے، آپ پاک دل اور نیت کے بہانے گزارہ نہیں کرسکتے، کیونکہ دین کا علم زندگی میں عمل کے میدان تک ضرور پہنچانا چاہیے، چنانچہ اللہ تعالیٰ اس سورت میں ہم سے چاہتا ہے کہ ہم قرآن پاک کو اپنا طرز زندگی بنائیں۔

سورة الماعون کے نزول کا مقام

جمہور کے مطابق یہ سورہ مکی ہے، اور مختصرا یہ دو قسم کے لوگوں کے بارے میں بحث کرتی ہے۔

1 - کافر اور خدا کی نعمتوں کے منکر،اور یوم حساب و جزا کا انکار کرنے والے۔

2 - وہ منافق جو اپنا کام اللہ کی رضا کے لیے نہیں کرتے، بلکہ اپنے اعمال اور نمازوں میں دکھلاوا کرتے ہیں، پہلے گروہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کی ناپسندیدہ صفات یاد دلائی ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ یتیم کی توہین کرتے ہیں، اسے تنگ کرتے ہیں اور اس کی تربیت کی فکر نہیں کرتے وہ کوئی بھی اچھا نہیں کرتے، چاہے وہ اچھا کام زبان کا ہو جس میں ان کو کوئی قیمت ادا کرنا بھی نہیں پڑتی، وہ اللہ کی عبادت اچھی طرح نہیں کرتے اور نہ ہی اللہ کے بندوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے ہیں۔

اور ان میں سے دوسرا گروہ منافقین کا ہے جو نماز میں کوتا ہی کرتے ہیں اور اسے اپنے وقت پر نہیں پڑھتے، اور صرف اس کی ظاہری شکل ادا کرتے ہیں، ان کی نمازیں بے روح اور بے مقصد ہیں، اور ریا کاری اور دکھلاوے والی ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان دونوں گروہوں کو موت او ر تباہی سے ڈرایا اور ان کے عمل کی مذمت کی ہے۔

یاد ر ہے کہ: ابن عباسؓ اور قتادہ کے نزدیک سورة الماعون مدنی ہے،"ھبة اللہ"نابینا مفسر اس مبارک سورت کے نزول کے بارے میں کہتے ہیں کہ:

اس سورت کا آدھا حصہ مکہ مکرمہ میں عاص بن وائل کے بارے میں اور آدھا حصہ مدینہ میں عبداللہ بن ابی منافق کے بارے میں نازل ہوا ہے۔
تفسیر"جلوہ ھای از اسرارقرآن"کے مفسر کا سورة الماعون کے مدنی ہونے کے بارے میں یہ استدلال ہے کہ: اس سورت کے مدنی ہونے میں دو

(c) ketabton.com: The Digital Library

وجوہات کو اہم سمجھا جاسکتا ہے۔
پہلی بات تو یہ ہے کہ مکہ میں دکھلاوا کرنے والے نمازیوں کا ذکر نہیں ہے، ریا کار نمازی مکہ میں نہیں، بلکہ مدینہ میں تھے، مکہ کے حالات ایسے نہیں تھے کہ یہ دوغلے ریا کار عناصر مسلمانوں کی طاقت اور اختیار کو دیکھ کر مراعات حاصل کرنے کے لیے صفوں میں شامل ہوتے، وہ نماز پر یقین نہیں رکھتے تھے، ان کی نماز خدا کی رضا کے لیے نہیں تھی، خود کو دکھانے کے لیے مسجد کی صفوں میں آکر نماز پڑھتے تھے۔
مکہ میں حالات ایسے تھے کہ جماعت کے ساتھ اور مشرکین کی موجودگی میں نماز پڑھنا مشکل اور مشرکین کو جنگ کی دعوت دینے کے مترادف تھا، یہ کام منافق اور ریا کار عناصر کا نہیں تھا۔
دوم: معاشرتی تعلقات اور مسائل پر بحث مدنی سورتوں کے مباحث میں سے ایک ہے، نہ کہ مکی سورتوں کے اس سورت میں اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ ریا کار نمازی "ماعون" دینے سے انکار کرتے ہیں "عام طور پر ایک محلے کے لوگ ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں" اس طرح کے مسائل پر بحث مکہ کے ماحول اور اس مرحلے سے متعلق سورتوں کا نہیں ہے۔
شہید سید قطب اس سورہ کی مکی اور مدنی نوعیت کے بارے میں اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں،بعض مفسرین اس سورہ کو مکی اور بعض مدنی سمجھتے ہیں، جبکہ متعدد مفسرین کی رائے ہے کہ اس سورہ کی پہلے تین آیات مکی اور باقی آیات مدنی ہیں۔
تفسیر "فی ظلال القرآن" کے مفسر لکھتے ہیں: دوسرا نظریہ راحج ہے، تا ہم اس سورت میں عام طور پر ایک مربوط اور متعلقہ و حدت ہے،اس میں اس عقیدے کی سچائیوں کی عمومی حقیقت کے اظہار کے لیے ایک نقطہ نظر ہے، ایک واحد نقطہ نظر جو ہمیں اس سورہ کو عمومی طور پر مدنی ماننے پر مجبور کرتا ہے ، کیونکہ یہ سورہ جن موضوعات سے متعلق بحث کرتی ہے وہ قرآن کے مدنی موضوعات میں سے ہیں، زیر بحث موضوع ریاء اور منافقت سے متعلق ہے، نفاق اور ریاء مکہ میں مسلمانوں کی جماعت میں مشہور نہیں تھے، البتہ ان روایات کو قبول کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے جو اس سورت کے مکی اور مدنی ہونے پر دلالت کرتی ہیں، کیونکہ ممکن ہے اس سورت کی آخری چار آیات مدینہ میں نازل ہوئی ہوں، اور اس کی پہلی آیات کے ساتھ شامل ہوگئی ہوں، موضوع کی مماثلث کی وجہ سے۔

سورة الماعون کی آیات، الفاظ اور حروف کی تعداد

سورة الماعون مکی ہے، اس میں ایک (۱)رکوع، سات(۷) آیات، پچیس(۲۵)الفاظ، ایک سو پندرہ (۱۱۵) حروف اور ساٹھ (۶۰) نقطے ہیں۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

(قرآن کی سورتوں کے حروف کی تعداد میں علماء کی آراءمختلف ہیں، اس بحث کی تفصیل معلوم کرنے کے لیے تفسیر احمد سورة الطور ملاحظہ کریں)۔

سورة الماعون کا سوره قریش سے ربطہ و مناسبت

الف:سوره قریش نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے ناشکروں کی سرزش کی، جبکہ اس سورت میں ان پر غریبوں کی پروا نہ کرنے اور ان کی حوصلہ افزائی نہ کرنے اور ان کی مدد نہ کرنے کی مذمت ہے۔

ب:سورة قریش لوگوں کو خدائے واحد کی حقیقی عبادت اور بندگی کی طرف دعوت دیتی اور بلاتی ہے، اورسوره ماعون نماز قائم کرنے میں غفلت اور کوتاہی کرنے والوں کی سرزش کرتی ہے۔

ج: سوره قریش میں، ان نعمتوں کا ذکر ہوا جو اللہ تعالیٰ نے اہل قریش کو عطا کی تھیں، ان کے مقابلے میں وہ قیامت اور دوبارہ زندہ ہو نے کے منکر تھے ، جبکہ سورة الماعون میں ان کو اور ان جیسوں کو روز قیامت کے عذاب سے ڈ رایا گیا ہے۔

سورة الماعون کا سبب نزول

سورة الماعون کے نزول کی وجہ بیان کرتے ہوئے مفسرین نے مختلف اقوال پیش کیے ہیں، ابن عباسؓ فرماتے ہیں یہ آیت عاص بن وائل سہمی کے بارے میں نازل ہوئی، مفسر سدی فرماتے ہیں: یہ آیت ولید بن مغیره کے بارے میں نازل ہوئی ہے، ایک قول کے مطابق: یہ آیت ابو جہل کے بارے میں نازل ہوئی جو ایک یتیم کا کفیل تھا، تو وہ یتیم اس کے سامنے برہنہ حالت میں آیا، اور اس نے اپنی جائیداد کا مطالبہ کیا، لیکن اس نے یتیم کو بھگا دیا ابن جریج کہتے ہیں کہ: یہ آیت ابوسفیان کے بارے میں نازل ہوئی جو ہر ہفتے ایک اونٹ ذبح کرتا تھا، اسی دوران ایک یتیم نے اس سے کچھ مانگا تو اس نے اپنی چھڑ ی سے یتیم کو دھکیل دیا۔

سوره ماعون کا عمومی مواد

اس سورت میں ناشکرے ،منکر، منافق اور ان میں سے ہر ایک کے عمل کے بدلے کے بارے میں گفتگو کی گئی ہے، یہ سورت ان لوگوں کے لیے ہے جو بظاہر دیندار بنے ہوتے ہیں، لیکن عملی طور پر احکام پر عمل نہیں کرتے، ان کو تنبیہ اور سرزش کرتی ہے، اس سورت میں قیامت کے منکرین کی پانچ خصلتیں بیان کی گئی ہیں (خرچ کرنے سے گریز کرنا، یتیموں اور مسکینوں کو دھتکا رنا، دکھلاوا، نماز میں کوتاہی اور ضرورت مندوں کی مدد سے گریز)۔

اس سورت میں نماز میں ریا کاری، دکھلاوا اور سستی و کاہلی سے لے کر ہر چیز کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، اور لوگوں کو یتیموں اور مسکینوں کو

(c) ketabton.com: The Digital Library

کهانا کهلانے کی ترغیب دی گئی ہے، تاکہ وہ ابوسفیان کی طرح نہ ہوں، اور یتیموں کی عزت کریں، اور قیامت کے دن اور قیامت کے انکار، اور اس دن کے انسان کے عمل کے بدلے کی طرف بھی اشارہ ہوا ہے۔

دوسرے لفظوں میں سورہ ماعون اس اہم حقیقت کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ دینداری صرف الله کے وجود کو تسلیم کرنے کا نام نہیں ہے، بلکہ اس کے ساتھ اچھے اور نیک اعمال انجام دینا، برائی اور نا شائستہ کاموں کو ترک کرنا بھی ضروری ہے۔

غور طلب بات یہ ہے کہ سورة الماعون منفی سوچ رکھنے والے افراد دو اشخاص کا اصلی اور حقیقی چہرہ متعارف کراتی ہے:

1 - وہ لوگ جو دین کے بارے میں منفی سوچ اور نظریہ رکھتے ہیں: "يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ" آیت مبارکہ میں دین اور قیامت کی تکذیب سے مراد وہی دل کی تکذیب اور انکار ہے،قولی نہیں ہے،کیونکہ سورہ کے مخاطب وہ ہیں جو نماز پڑھتے ہیں،لیکن ان کی نماز میں منافقت، دکھاوا، سستی اور غفلت ہے۔

2 - جو یتیموں اور مسکینوں کے بارے میں برا رویہ رکھتے ہیں اور انہیں بھگاتے ہیں"يَدُعُّ الْيَتِيْمَ وَلَا يَحُضُّ"

3 - وہ جو عبادات اور خاص طور پر نماز میں سست ہیں، اور خلوص نیت سے ادا نہیں کرتے (سَاهُوْنَ-يُرَآءُوْنَ)

4 - جو عام لوگوں کی خدمت اور ان کو بھلائی پہنچانے میں سستی کرتے ہیں اور کوتا ہی کرتے ہیں: "وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ"۔

چنانچہ اس سورہ مبارکہ میں آیت: "١ تا ٧"بیان کیا گیا ہے کہ: روح اور اخلاص کے بغیر عبادت کرنا سراسر بے اثر ہے، آپ یقین رکھیں کہ یہ نمازی کو اس کی منزل تک نہیں پہنچائے گی، اور دونوں مقام کے کٹھن اور دشوار راستوں سے نہیں گزارے گی، بلکہ یہ پکڑا جائے گا یہ سورہ عبادت کرنے والے کو سکھاتی ہے کہ:عبادت اور دینی شعار خالص ہو، دکھلاوے سے پاک، اور درست نیت کے ساتھ ہونی چاہیے، ایسے پاک دین کے سائے میں ذاتی اور معاشرتی زندگی میں انسان کو اپنے جیسے بنی نوع انسان کے ہاتھ گرم جوشی اور مضبوطی کے ساتھ تھامنا چاہیے، اور جو کچھ اس کی استطاعت میں ہو تو روز مرہ کی زندگی میں ضرورت مندوں کی مدد کرنی چاہیے۔

سورت کا یہ بھی تقاضا ہے کہ خدا انسان کو تاکید کرتا ہے کہ وہ پاک چہرے

(c) ketabton.com: The Digital Library

کو ناپاک اور بیمار (مخلص اور ریا کا) چہروں سے الگ کرکے پہچان لیا کرے، اور جان لے کہ دین الٰہی کو جھٹلانے والے، انفرادی اور معاشرتی فریضہ کو نہیں سنتے، بلکہ مسلسل نا شکرے اور خود غرض ہوتے ہیں، اور کبھی یتیموں اور مسکینوں کو کھانا کھلانے کا نہیں سوچتے بلکہ دوسروں کو بھی بھلائی اور ان کی مدد کرنے سے روکتے ہیں، مظلوموں اور ضرورت مندوں کو سختی، تشدد اور برے الفاظ کہکر بھگا دیتے ہیں، اور ان کی تذلیل کرتے ہیں،اور انہیں پست اور کم تر سمجھتے ہیں (فجر: ۱۷ اور ۱۸)

حالانکہ بے سہارا ضرورت مند مالداروں کے مال اور جائیداد میں حق رکھتے ہیں۔(معارج آیات:۲۴ و ۲۵)

اب اگر وہ لوگ جن میں یہ ادنی اور نچلی صفات ہوں اور ظاہری طور پر نماز ادا کریں اور اپنے آپ کو دیندار ظاہر کریں،تو ان پر افسوس! وہ اپنے آپ کو خدا کی رحمت سے محروم کرتے ہیں، حالانکہ وہ نماز ادا کرتے ہیں،لیکن اس کی قدر نہیں کرتے،

اس کے ارکان اور آداب کی پابندی نہیں کرتے، وہ بہت سست اور غافل ہیں، اس کی بے قدری کرتے ہیں، جس طرح اسے ادا کرنے کا حق ہے ویسے ادا نہیں کرتے، تاکہ دل کی خوشی اور آنکھو کی ٹھنڈک کا باعث بنے، ان کا عمل سوائے منافقت اور دکھاوے کے کچھ نہیں ہے(مساد۱۴۲)، (حریم:۵۹ ، ۶۰)،(مدثر آیات:۴۲ تا ۴۷)۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سُوۡرَۃُ الۡمَاعُوۡنَ

اَرَءَیۡتَ الَّذِیۡ یُکَذِّبُ بِالدِّیۡنِ ؕ۱ فَذٰلِکَ الَّذِیۡ یَدُعُّ الۡیَتِیۡمَ ۙ۲ وَ لَا یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ الۡمِسۡکِیۡنِ ؕ۳ فَوَیۡلٌ
لِّلۡمُصَلِّیۡنَ ۙ۴ الَّذِیۡنَ هُمۡ عَنۡ صَلَاتِهِمۡ سَاهُوۡنَ ۙ۵ الَّذِیۡنَ هُمۡ یُرَآءُوۡنَ ۙ۶ وَ یَمۡنَعُوۡنَ الۡمَاعُوۡنَ ٪۷

سورت کا ترجمہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ	شروع کرتاھوں الله کے نام سے جوبڑا مهربان نهایت رحم والاھے
اَرَءَیۡتَ الَّذِیۡ یُکَذِّبُ بِالدِّیۡنِ ؕ۱	اور تم نے اس شخص کو دیکھا جو (روز)جزاکو جھٹلاتا ہے
فَذٰلِکَ الَّذِیۡ یَدُعُّ الۡیَتِیۡمَ ۙ۲	یہ وہی (بدبخت) ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے۔
وَ لَا یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ الۡمِسۡکِیۡنِ ؕ۳	اور مسکین کو کھانا دینے کی ترغیب نہیں دیتا
فَوَیۡلٌ لِّلۡمُصَلِّیۡنَ ۙ۴	پس ان نمازیوں کے لیے بڑ ی ہلاکت ہے
الَّذِیۡنَ هُمۡ عَنۡ صَلَاتِهِمۡ سَاهُوۡنَ ۙ۵	وہ جو اپنی نماز سے غافل ہیں
الَّذِیۡنَ هُمۡ یُرَآءُوۡنَ ۙ۶	وہ جو دکھاوا کرتے ہیں
وَ یَمۡنَعُوۡنَ الۡمَاعُوۡنَ ٪۷	اور وہ (زکوۃ ادا کرنے اور) ضروریات زندگی (ادھار) دینے میں ہچکچاتے ہیں

لغات اور اصطلاحات کی تشریح

"اَرَءَیۡتَ" کیا آپ نے دیکھا؟ کیا پہچانا؟ کیا آپ نے جانا؟ (کهف:۶۳)، (مریم:۷۷)، فرقان

یہ بھی معنی ہے :مجھے بتاؤ، مجھے خبر دو، "یُکَذِّبُ" "کذب" کے مادہ سے اور صدق کے مقابل ہے، ایسی بات جو حقیقت کے خلاف ہو اس پر اس کا اطلاق ہوتا ہے، یعنی: ایسا کلام جو حقیقت سے خالی ہو، اس کے مقابلے میں صدق ہے جو ایک حقیقت پر مبنی کلام ہے، "الدین" دین، مذہب، قانون، جزا اور بدلہ، "یدع"(دع)سختی سے دھتکارتا ہے،تشدد اور توہین کے ساتھ بھگاتا ہے،(طور:۱۲، یدعون)پر تشدد طریقے سے پھینکے جاتے ہیں۔
"لَا یَحُضُّ"(حض)حوصلہ افزائی نہیں کرتا، رغبت نہیں دلاتا،(حاقہ:۲۴)

"طَعَامِ الۡمِسۡکِیۡنِ" بے سہاروں کو کھانا کھلانا،"سَاهُوۡنَ"(سھو)جمع ساھی، غفلت

(c) ketabton.com: The Digital Library

برتنے والے، بے خبر،حقیر سمجھنے والے، "یُرَآءُوۡنَ" دکھاوا کرتے ہیں، منافقت اور ریا کاری کرتے ہیں، "ماعون"، "معن" سے وہ اوزار اور سامان جو پڑوسی اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے عام طور پر ایک دوسرے کو عاریتا دیتے ہیں، جیسے گھریلو اشیاء، شادیوں میں کھانے کا سامان، جیسے: بیلچہ، برتن، مٹکہ اور اس جیسے چیزیں(فرقان)

تفسیر

اَرَءَیۡتَ الَّذِیۡ یُکَذِّبُ بِالدِّیۡنِ ؕ﴿۱﴾	اور تم نے اس شخص کو دیکھا جو (روز)جزاکو جھٹلاتا ہے

دین کا انکار کرنے والا، الله اور اس کے رسول، یوم آخرت اور احکام کا انکار کرنے والا؟ اس استفسار کا مقصد حیرت پیدا کرنا ہے اور ساتھ ہی سننے والے کو اس کے بعد کہی گئی باتوں کو جاننے کی ترعیب دینا ہے۔

"اَرَءَیۡتَ" رؤیت کے مصدر اور "رای" کے مادہ سے فعل ماضی ہے، جس کا معنی "دیکھنا" ہے، یہ دیکھنا ضروری نہیں ہے کہ ظاہر دیکھنا ہو، الله تعالیٰ نے کئی بار اس تعبیر کو یہاں اور قرآن کے دوسرے مقامات میں بیان کیا ہے جو ان لوگوں کی توجہ مبذول کرانے کا ایک طریقہ ہے جو کسی نہ کسی طر ح سے غفلت میں پڑے ہوئے ہوں۔

یہاں خطاب رسول اللهﷺ کے لیے مخصوص ہے، اس کے بعد جو بھی نبی کا پیروکار ہو، کیونکہ یہ غفلت رسول اللهﷺ سے نہیں ہوئی لیکن خدا تعالیٰ چاہتا ہے ان کے توجہ ان لوگوں کی طرف کردے جو دین پر ایمان نہیں رکھتے،نبیﷺ کے بعد خطاب کا رخ ہم انسانوں کی طرف ہے جو عام طور پر غفلت سے دوچار ہیں اور ہوتے ہیں، ضروری ہے کہ ہمیں ایسی تنبیہ کی جائے کہ ہم خواب غفلت سے بیدار ہوجائیں

"اَرَءَیۡتَ" ظاہرا "رَؤیَت" سے آتا ہے کہ کیا نہیں دیکھا یہ بات قابل ذکر ہے کہ رؤیت دو طرح کی ہوتی ہے، آنکھ کی رؤیت، اور قلب کی رؤیت۔

تمام قرآن کی آیات میں جہاں لفظ"اَرَءَیۡتَ" استعمال ہوا ہے،اس سے مراد رؤیت قلبی ہے، لہٰذا اس صورت میں قرآن کے"اَرَءَیۡتَ" جتنے ہیں سب کے معنٰی اس طرح کیا جانا چاہیے: آپ کی کیا رائے ہے کسی ایسے شخص کے بارے میں جو، مثال کے طور پر، دین الہٰی کا انکار کرتا ہے؟ مثلاً یہ پہلا لفظ ہے جس پر خاص غور فکر اور احتیاط کی ضرورت ہے، جب وہ فرماتا ہے: "اَرَءَیۡتَ الَّذِیۡ یُکَذِّبُ بِالدِّیۡنِ" ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دین سےمراد قیامت ہے، کیونکہ قرآن کریم میں دین کے مختلف استعمالات ہیں،لیکن دین کے اہم

(c) ketabton.com: The Digital Library

ترین معانی اور استعمالات میں سے ایک قیامت بھی ہے، جیسا کہ سورۃ الفاتحہ میں ہے کہ"مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۝۳" اور سورہ انفطار میں "وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ۝۱۷ "، یہاں بھی دین بہ معنی روز جزا کے استعمال کرتے ہیں۔

دین: دانَ کے مادہ سے یدین، دینًا کسی پر مسلط ہونے کے معنی میں ہے، "دینونت"بھی اس کا دوسرا مصدر ہے، جیسا کہ سورہ قریش میں عبد کے سلسلے میں ذکر ہوا ہے،عبد، یعبد، عبدًا کے دو مصدر ہیں، یہاں بھی دینویت کا معنی زیادہ تر دین ہے، دائن خدا تعالٰی ہے جو کہ غالب ہے، مدیون یا مدین وہ بندے ہیں جو خدا کی قدرت اور اقتدار کے ما تحت ہیں؛ لہذا یہاں دین سے مراد اطاعت ہے جو کہ دین کے معانی میں سے ہے، مثال کے طور پر"لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ۝" یعنی فرمانبرداری کرنے میں کوئی زبردستی نہیں ہے کیونکہ اگر زبردستی ہوتی تو اس صورت اخلاق ختم ہو جائیں گے، اگر اطاعت میں خلوص نہ ہو تو اس کی کوئی قیمت نہیں، دین کا ایک اور معنیٰ اجر و ثواب ہے، جو بندوں کو خدا کی طرف سے دیا جاتا ہے، اور در حقیقت یہ بندے کو فضل و کرم میں ڈھانپ کر اسے مقروض بنا دیتا ہے، تیسرا معنی اس کا بہ معنی قیامت ہے، کیونکہ اس دن خدا کے تمام بندے محکوم اور خدا بندوں کی قسمت کا حاکم ہوگا، اس دن حقیقت میں سزا اور جزا دی جائے گی اور اطاعت کرنے والوں کی صفیں نافرمانوں کی صفوں سے الگ ہو جائیں گی، اسی لیے دین کا معنی قیامت کے لیے بھی استعمال ہوا ہے، اور دین کے دیگر معانی بھی آئے ہیں، کہ ان میں سے: قانون،طریقہ اور منصوبہ، ہمیں آیات کے سیاق و سباق سے مطابقت رکھنے والے معانی استعمال کرنے چاہیے، ورنہ ہم آیات کے معانی میں غلطی کریں گے۔مثلاً:"اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ"(الزمر:۳)یعنی:خالص اطاعت الله کے لیے ہے،"لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ"(البقرۃ:۲۵۶) اطاعت و فرمانبرداری میں کوئی جبر یا زبردستی نہیں ہے،" "مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ " یہاں "یوم" کی تعبیر آئی ہے، اور لفظ دین کے اطلاق کو معین کردیا ہے، کہ روز جزا یا قیامت کے دن کا مالک ہے، "اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ۝ " یہاں دین کا معنی فرمانبرداری یا قواعد، قانون اور ضوابط کے ہیں۔

فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ۝۲	یہ وہی (بدبخت) ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے۔

وہ نہ صرف اس کی مدد نہیں کرتا بلکہ اس کی توہین کرتا ہے اور اسے

(c) ketabton.com: The Digital Library

ذہنی تکلیف پہنچاتا ہے، "یَدُعُّ " اس کا اصل دُعَّ کے مادے سے ہے، اس کا معنی ہے بھگادیا، خود سے دور کردیا، البتہ بہت ہی برے طریقے سے بھگانا، یعنی:سختی اور تشدد سے دور کرنے کے لیے دُع لفظ استعمال ہوتاہے، یَدُعُّ مضارع ہے، یعنی پر تشدد طریقے سے توہین کر کے بھگانا.

اور"یَدُعُّ الۡیَتِیۡمَ" کے جملے میں اس معنی کو بیان کیا گیا ہے کہ وہ یتیم کو دور رکھتا ہے، اپنے پاس سے بھگاتا ہے، اور اسے دفع کرتا ہے، دین حق کا منکر یتیم کو نظر انداز کرتا ہے،مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا، کوئی موقع نہیں دیتا، اس بارے میں کچھ نہیں کرتا، پس یتیموں اور مسکینوں کی حالت کا خیال کرنا دین حق کی شرطوں اور ایمان کی بنیادوں میں سے ہے، جس نے اس عملی فرض کا انکار کیا اس نے خدا کے فرمان کا انکار کیا اور اس پر ایمان نہیں لایا اور خدا کے دین کا انکار کیا.

یہ بیان اس بات کی فیصلہ کن دلیل ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی وضاحت نہیں ہے اور اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں ہے: "اَرَءَیۡتَ الَّذِیۡ یُکَذِّبُ بِالدِّیۡنِ ؕ۱○فَذٰلِکَ الَّذِیۡ یَدُعُّ الۡیَتِیۡمَ ۙ۲○وَلَا یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ الۡمِسۡکِیۡنِ ؕ۳○"سچی بات یہ ہے کہ خدا اور دین پر ایمان کے حقیقی معنی خدا کی تخلیق اور معاشرہ کے معاملات اور لوگوں کے حالات پر غور و فکر اور توجہ کا متقاضی ہے ورنہ ایمان نہیں ہے، وجہ یہ ہے کہ خدا پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کے خالق ، دنیا کے خدا، عادل، مہربان، رحم کرنے والے، اس خدا پر ایمان لانا جس سے ہر اچھی اور شایستہ و بہترین صفت شروع ہوتی، اور اس پرختم ہوتی ہے، ہر اچھی چیز کا نقطہ آغاز اور اختتام خدا پر یقین ہے اور اس کا تقاضا ہے کہ ہم سچائی اور انصاف پر مبنی دنیا کے وجود پر ایمان رکھیں، کیونکہ خالق کی صفات اس کی تخلیق میں جھلکتی ہیں.

"الۡیَتِیۡمَ" یتیم:جو یتیم کے مادہ سے ہے، اس کا معنی منحصر ہونا ہے، اس کا اصل معنی دُر یتیم آیا ہے، دُر موتی کے معنی میں ہے، موتیوں کے متلاشی جب ان موتیوں کو تلاش کرلیتےہیں، تو ان میں سے بعض موتی زیادہ دلکش ہوتے تھے، یہ موتی جنہیں عورتیں اپنے گلے میں لٹکا کر دوسرے موتیوں کے بیچ میں رکھتی تھیں، در یتیم کہتے تھے، جس کا معنی اکیلا، جب کہتے ہیں کہ: فلاں یتیم ہے، اس کا مطلب ہے کہ وہ اکیلا ہے، یتیم پندرہ سال کی عمر تک ہے، بالغ ہونے کے بعد اس پر لفظ یتیم لاگو نہیں ہوتا.

یادر ہے کہ:یتیم کسی بھی دور میں معاشرے کا سب سے محروم طبقہ ہوتا

(c) ketabton.com: The Digital Library

ہے، اگر کوئی شخص کسی یتیم کی محرومیوں کو دور نہیں کرتا، اس کی مدد نہیں کرتا تو وہ یقیناً معاشرے کے دیگر محروم طبقوں کے ساتھ بھی مہربان اور فیاض نہیں ہوسکتا، لہذا دین کے منکروں کی پہلی خصلت محروموں کو تباہ کرنا اور ستائے ہوئے لوگوں کو روندنا ہے۔

وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝۳	اور مسکین کو کھانا دینے کی ترغیب نہیں دیتا

حا جتمندوں اور مساکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب دوسروں کو بھی نہیں دیتا، یعنی یہ شخص جو روز قیامت کا منکر ہے، وہ ہے جو اپنے بخل کی وجہ سے غریبو کو کھانا نہیں کھلاتا، روز انہ ہی اپنے گھروالوں یا دوسروں کو اس کی ترغیب دیتا ہے، کھانا کھلانا اسلام میں اعلٰی ترین اقدار میں سے ہے، اور اگر غریبوں کو کھانا کھلایا جائے تو اس کی قدر بہت زیادہ ہے، عبداللہ بن سلام جو ایک یہودی عالم تھے، رسول اللہﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپﷺ کے چہرے پر ایک نظر ڈال کر مسلمان ہوگئے، چونکہ عقلمند آدمی تھا، نبیﷺ سے کہا : اب جب کہ میں مسلمان ہوگیا ہوں، نہیں چاہتا کہ بغیر کسی منصوبے کے رہوں، میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے ذمہ داری دے دیں تاکہ اس منصوبہ اور ذمہ داری کی بنیاد پر اپنی شخصیت کو ترقی دے سکوں۔

تو نبی ﷺ نے ان سے بیان فرمایا: " یاأیها الناس أَطۡعِمُوَا الطّعام " کھانا دو، چاہے وہ ضرورت مند ہو یا وہ آدمی جو حاجتمند نہ ہو، سب کھالیں، وہ خود بھی اس پر عمل کرے اور دوسروں کو بھی اسی کی تبلیغ کرے، اور جو کوئی اللہ کے لیے دسترخوان بچھاتا ہے، اسے یقین ہونا چاہیے کہ اللہ تعالٰی اس کو کئی گنا اجردے گا، اور ایسے سخی لوگ بھی تھے جو اکیلے کھانا نہیں کھاتے تھے، اور اگر کبھی ان کے مہمان نہیں ہوتے تھے تو وہ اس دن روزہ رکھتے تھے، کیونکہ ان کا عقیدہ تھا کہ دسترخوان پر برکت اس وقت ہوتی ہے، جب ان کے دستر خوان پر مہمان ہوتے ہیں، مہمان کی عزت ضروری ہے۔

ابراہیم خلیل اللہ کے گھر پر جب مہمان آئے تو پوچھا نہیں کہ کیا آپ لوگوں نے کھانا کھایا ہے؟ (کیونکہ مہمان سے سوال کرنا عزت اور غیرت کے خلاف ہے) ایک بچھڑے کو بھون کر مہمانوں کے سامنے لاکر رکھ دیا ۔

"يَحُضُّ"حض کے مادہ سے لیا گیا ہے، جس کا معنی ہے ترغیب دینا، حوصلہ افزائی کرنا، اس کا مضارع "يَحُضُّ" ہے، اس طرح کہ یہ"دُعُّ" کا مخالف نکتہ ہوسکتا ہے، "دُعُّ" یعنی :سختی سے روکا، دور کردیا، "حُضُّ" یعنی حوصلہ

(c) ketabton.com: The Digital Library

افزائی کی ۔
"یَدُعُّ" یَحُضُّ کے مقابل ہے۔
طعام:کوئی بھی چیز کھلائی جاسکتی ہے، جو انسان کو سیر کرتی ہو، اس لیے پھل پر لفظ طعام کا اطلاق نہیں ہوتا، کیونکہ اس سے انسان کا پیٹ نہیں بھرتا۔

مسکین اور فقیر

"مسکین" سکن کے مادہ سے ہے، اور"تسکن" یعنی رہنے لگے، ساکن ہوگئے،حرکت کرنے سے رک گئے، یہ اصطلاح اس شخص کے لیے استعمال ہوتی ہے جس کو غربت نے چلنے پھرنے سے روک دیا ہو، یعنی فقر کے شدید ہونے کے وجہ سے حرکت نہیں کرسکتا، سکین جس کا معنی چاقو ہے، اسی معنی سے ماخوذ کیونکہ جب جانور کو ذبح کرنے کے لیے چھری کا استعمال کرتے ہیں تو چھری پھرنے کے بعد جانور حرکت کرنا چھوڑ دیتا ہے، اور ہلتا بھی نہیں ہے،یعنی:اس کی حرکت روکنے کا ذریعہ ہے،غریب اور مسکین میں فرق یہ ہے کہ غریب کے پاس کچھ نہیں ہوتا، وہ اپنی روزمرہ کی ضروریات کو پورا کرنے کے قابل نہیں ہو، جبکہ مسکین وہ ہے جس کی ضروریات فقیر کی بہ نسبت کم ہوں۔
فقیر اور مسکین کے بارے میں صحیح ترین قول یہی ہے، البتہ بعض علماء نے ان دونوں کی برعکس تعریفیں کی ہیں، ان دونوں طبقوں میں سے ہر ایک کو اس کی آمدنی کے مطابق اس کی ضروریات مّد نظر رکھتے ہوئے دیا جاتا ہے، البتہ ضروریات ماحول کے فرق کے مطابق مختلف ہوتی ہیں۔
رسول اللہ ﷺ ایک صحیح حدیث میں فرماتے ہیں: "ليس المؤمن الذی يشبع وجاره جائع إلى جنبه"، "جو شخص پیٹ بھرے اور اس کا پڑوسی اس کے برابر میں بھوکا ہو، وہ مؤمن نہیں ہے"(السلسله الصحيحه (149/1) و بخاری در (الأدب المفرد) (112)-
شیخ البانی ؒ اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "یہ حدیث اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ اگر کوئی امیر ہے تو اس کے لیے حرام ہے کہ اپنے بھوکے پڑوسی کو بھول جائے، اس پر واجب ہے کہ ان کے بھوک مٹانے کے لیے کوئی اقدام کرے، اور انہیں زندگی کی دیگر ضروریات بھی فراہم کرے"۔
نیز حدیث میں بتایا گیا ہے کہ زکوۃ کی ادائیگی کے حق کے علاوہ ہر شخص کے مال و جائیداد پر ایک اور حق بھی ہے، (اور وہ ہے ضرورت

(c) ketabton.com: The Digital Library

مندوں کو صدقہ کرنا) امیروں کو یہ خیال نہیں کرنا چاہیے کہ وہ سالانہ زکوۃ ادا کرتے ہوئے اپنی ذمہ داری سے آزاد ہو جائیں گے، اور ذمہ داری ان کے کندھوں سے اتر جائے گی۔

بلکہ ان پر دوسرے حقوق بھی بعض پیش آمدہ شرائط کی بنا پر ان پر واجب ہیں کہ انہیں اداکریں، ورنہ وہ اللہ تعالٰی کے اس وعدے اور تنبیہ میں شامل ہوجائیں گے: "وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۳۴ (سورہ توبہ :۳۴)"ترجمہ: " اور جو لوگ سونا اور چاندی خزانہ بناکر رکھتے ہیں اور اسے اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے، تو انہیں دردناک عذاب کی خوش خبری دے دے".

" يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ۭ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۳۵ "سورہ توبہ(۳۵) ترجمہ: "جس دن اسے جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا ، پھر اس کے ساتھ ان کی پیشانیوں اور ان کے پہلوؤں اور ان کی پشتوں کو داغا جائے گا، یہ ہے جو تم نے اپنے لیے خزانہ بنایاتھا، سو چکھو جو تم خزانہ بنایا کرتے تھے"-(السلسله الصحيحه (149/1)-

لہذا ہر وہ مسلمان جو الحمدللہ روزی اور خوراک کے لحاظ سے سازگار حالات میں ہو، اور اس کا کوئی پڑوسی مالی اور معاشی لحاظ سے مشکلات کا شکار ہو، تو اس پڑوسی کے واجب حقوق میں سے ایک یہ ہے کہ یہ امیر آدمی اس کی مدد کےلیے آگے بڑھے اور اس کی مدد کرے، اپنی استطاعت کے مطابق اس کی ضروریات پوری کرنے کی کوشش کرے، اللہ تعالیٰ نے جو اسے دیا ہے اس میں سے اپنے ضرورت مند پڑوسی پر بھی خرچ کرے۔

محترم قارئین

سورۃ الماعون کی درج ذیل چار آیات بعض مفسرین کے مطابق: مدینہ کے بعض منافقین کے بارے میں نازل ہوئی ہیں، اس لیے سورہ کا آدھا حصہ مکی ، اور آدھا مدنی ہے، چار مدنی آیات یہ ہیں:

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۴	پس ان نمازیوں کے لیے بڑ ی ہلاکت ہے

ہم دیکھتے ہیں کہ جو شخص بعض اوقات اور وقتا فوقتا نماز میں کوتاہی کرتا ہے تو وہ "وَيْلٌ " میں شامل ہے، تو نماز کو ہمیشہ کے لیے چھوڑنے والوں کا کیا حال ہوگا؟ جیسا کہ آیت مبارکہ میں ہے: "فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ"(پھر تباہی ان نمازیوں کے لیے جو اپنی نمازوں سے غافل رہے ہیں)

(c) ketabton.com: The Digital Library

اور اس بات کو اہمیت نہیں دیتے کہ اگر وہ نماز پڑھتے بھی ہیں تو ثواب کی امید نہیں رکھتے، اور اسے ترک کرتے ہیں تو عذاب سے نہیں ڈرتے، اسی طرح وہ نماز سے غافل رہتے ہیں جب تک کہ اس کا وقت ختم نہ ہوجائے، اگر وہ مومنین کے ساتھ ہوں تو دکھلاوے کےلیے نماز پڑھتے ہیں، اگر مومنین کے ساتھ نہیں ہوتے تو وہ نماز نہیں پڑھتے۔

اسی طرح نماز کے وقت میں تاخیر کر کے یا اس کو لاپرواہی کے انداز میں پڑھنے سے یہ اپنی نمازوں سے غافل رہتے ہیں، یا اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو نماز نہیں پڑھتے اور اپنی نمازوں سے غافل ہیں۔

یاد رہے کہ: ہر نماز کا اجر نہیں اور ہر نمازی بھی جنتی نہیں ہے، ابن کثیر نقل کرتے ہیں کہ: رسول اللہﷺ نے سعد بن ابی وقاص ؓ کو ان کے پوچھنے پر: " فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ" کون لوگ ہیں؟ آپﷺ نے جواب دیا کہ : " وہ لوگ جو نماز کو اس کے وقت سے تاخیر کرکے پڑھتے ہیں"

ابن عباس ؓ اس آیت کے نزول کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: یہ آیت ان منافقین کے بارے میں نازل ہوئی ہے، جب مومنین حاضر ہوتے تو دکھاوے سے نماز پڑھتے تھے، اور جب مومنین غائب ہوتے تو نماز کو چھوڑ دیتے، اسی طرح وہ مومنین کو چیزیں ادھار دینے اور ضروری گھریلو سامان دینے سے گریز کرتے تھے، بعض کتابوں میں لکھاہے: "وَيْلٌ" یہ جہنم میں ایک گڑھے کا نام ہے، اسی طرح "وَيْلٌ" لفظ سرزش کے لیے ہے، جب بھی خدا اپنے بندوں کو کسی معاملے میں سرزش کرنا چاہتاہے تو لفظ "وَيْلٌ" کا استعمال کرتاہے۔

"مُصَلِّينَ"یہ صلا ۃ کے مادہ سے ایک خاص قسم کی دعا ہے، مطلب ایک خاص قسم کی دعا جس کا ایک نظم اور ترتیب ہو، اس کے لیے لفظ صلاۃ کا استعمال ہوتا ہے، اور "مُصَلِّينَ"اسم فاعل ہے۔

الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۝	وہ جو اپنی نماز سے غافل ہیں

جو اپنی نماز سے غافل ہیں اور اسے کم سمجھتے ہیں، اور اس کی پرواہ نہیں کرتے، اس کے ادا کرنے میں تاخیر کرتے ہیں، ابن عباس ؓ نے کہا کہ : "وہ نمازی جو ثواب کی امید میں نماز نہیں پڑھتا، اور اگر اسے چھوڑ دے تو اس کی سزا سے نہیں ڈرتا"(تفسیر قرطبی:۲۰/۲۱۱)رسول اللہ ﷺ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ وہ لوگ ہیں جو نمازوں میں تاخیر کرتے ہیں"(ابن جریر)۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

مفسرین نے کہا ہے: چونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "عَنۡ صَلَاتِهِمۡ سَاهُوۡنَ" اور لفظ "عَنۡ" لایا ہے، معلوم ہوتا ہے اس سے مراد منافقین ہیں، اس لیے بعض اسلاف نے کہا ہے کہ: خدا کا شکر ہے کہ فرمایا: "عَنۡ صَلَاتِهِمۡ" اس لیے کہ اگر کہتا کہ: "فِی صَلَاتِهِمۡ"تو اس کا تعلق مؤمن کے ساتھ بھی ہوتا، اور مؤمن بھی کبھی کبھار غلطی کرتا ہے اور نماز میں کوتا ہی کرتا ہے۔

ان دونوں غلطیوں میں فرق واضح ہے، کیونکہ منافق کی غلطی نماز کو اہمیت نہ دینے کی وجہ سے ہوتی ہے، اس لیے اسے نماز یاد نہیں رہتی، اور اس سے غافل رہتا ہے،لیکن جب مؤمن نماز میں غلطی کرتا ہے تو فورا سجدہ سہو کرکے اس غلطی کا ازالہ کرتا ہے، تو دونوں میں فرق واضح ہے۔

"سَاهُوۡنَ" یعنی: وہ لوگ جو غیر ارادی غلطیاں کرتے ہیں، وہ غلطیاں جو جان بوجھ کر نہیں ہوتیں، یہ بات قابل غور ہے کہ اسلامی شریعت کے مطابق: نماز میں غفلت کی تلافی اور معافی کی جاسکتی ہے، لیکن نماز سے غفلت، جس کا مطلب ہے کہ اسے ترک کرنا،کسی بھی طرح معاف نہیں کیا جاسکتا،" عَنۡ صَلَاتِهِمۡ "(نہ کہ"فِی صَلَاتِهِمۡ ")

الَّذِيۡنَ هُمۡ يُرَآءُوۡنَ ۙ۝٦	وہ جو دکھاوا کرتے ہیں

یعنی: ایک تو یہ ہے کہ وہ اپنی نمازوں سے واقف نہیں ہیں، لیکن وہ جو نماز پڑھتے ہیں، اس میں بھی منافق ہیں، یا یہ کہ وہ لوگ ہر اس نیکی میں منافق ہیں جو وہ کرتے ہیں تا کہ لوگ انہیں نیک کہیں ۔

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا "الرياء أخفى من دبيب النملة السوداء في الليلة المظلمة على المسح الاسود" "ریا اندھیری رات میں کالی چیونٹی کے رینگنے سے زیادہ پوشیدہ ہے"۔

"يُرَآءُوۡنَ"یہ رؤیت کے مادہ سے، اور ریا کا اصل بھی یہی ہے، کیونکہ جو شخص دکھاوا کرتا ہے، اسے یہ پسندہوتا ہے کہ دوسرے اس کا کام دیکھیں، جو رؤیت کی اصل سے پوری طرح مطابقت رکھتا ہے "مرائی" یعنی وہ شخص جو پسند کرتا ہے کہ جو کچھ وہ کرتا ہے لوگ اسے دیکھیں۔

ریا کی چند اقسام

1 - لوگوں کی محبت اور تعریف و توصیف کی خاطر اچھا کردار اور شخصیت دکھانا۔

2 - سستا اور حقیر لباس پہننا یا کسی خاص رنگ اور وضع و قطع کا لباس

(c) ketabton.com: The Digital Library

پہننا تاکہ اس کے ذریعہ دنیا اور لوگوں کی نظر میں زہد کی ہیئت میں نظر آئے ۔

3 - کلام میں ریا کرنا، اور اس کا اظہار لوگوں پر غصہ اور افسوس کا اظہار کرنا، کہ وہ اطاعت کے کاموں سے دور ہیں۔

4 - اپنی نماز اور صدقہ دوسروں کو دکھانا، یا لوگوں کے سامنے اپنی نماز کو مزین کرکے پڑھنا۔

منافق اور ریا کار میں فرق:

منافق اپنے ایمان کو ظاہر کرنے والا اور کفر کو چھپانے والا ہے، جبکہ ریا کار ایسی عاجزی دکھاتا ہے جو اس کے دل میں نہیں ہوتی، جو اس کی ظاہری عاجزی کو دیکھتا ہے، وہ اسے پرہیزگار اور دین دار اور اللہ سے ڈرنے والا سمجھتا ہے، اور اس سے عقیدت رکھتا ہے۔

علماء نے کہا ہے کہ دوسروں کو نیک اعمال دکھانے کا مقصد اگر انہیں اپنی پیروی کی ترغیب دینا ہو، یا خود سے کسی تہمت کی نفی کرنا ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ۝	اور وہ (زکوۃ ادا کرنے اور) ضروریات زندگی (ادھار) دینے میں ہچکچاتے ہیں

ماعون وہ ہے جو مسلسل گردش کرتا ہے اور چلتا رہتا ہے، جیسا کہ: کلہاڑی، دیگ، چمچہ، پلیٹ وغیرہ، اور اس کی طرح جو عام طور پر عاریتًا لوگوں کو دئیے جاتے ہیں، اس سے منع کرتے ہیں۔(قاموس القرآن جلد:۶ صفحہ ۲۶۳)

اس آیت میں اللہ تعالٰی فرماتا ہے کہ: یہ ان لوگوں میں سے ہیں جو چھوٹی چیزیں حتی کہ زندگی کی عام استعمال کی چیزیں بھی دوسروں کو دینے میں کوتاہی کرتے ہیں، یہاں تک کہ وہ دوسروں کی مدد کی درخواست جو ان سے ہوتی ہے اور وہ ان کو پورا کرنے پر قادر ہوتے ہیں اس سے بھی کوتاہی کرتے ہیں اور یہ سبب بنتا ہے کہ معافی کا جذبہ ان میں پیدا نہیں ہوتا،نتیجتا دوسرے معاملات میں وہ اپنے مال سے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کر پاتے، مال سے یہ دلچسپی اس خرچ میں رکاوٹ بنتی ہے کہ ان کی نماز،حقیقی نماز نہیں ہوتی۔

لیکن جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا ہے کہ لفظ "ماعون" کا مفہوم درحقیقت زکوۃ ہے اور زکوۃ کو "ماعون" اس لیے کہا گیا کہ یہ مقدار کسی حساب سے بہت کم یعنی صرف چالیسواں حصہ ہوتا ہے،حضرت علی ، ابن عمر،حسن بصری، قتادہ ، ضحاک وغیرہ جمہور مفسرین نے اس آیت میں لفظ ماعون کو زکوۃ سے تعبیر کیا ہے۔(مظہری)

سورة الماعون سے حاصل شدہ اسباق

اس مبارک سورت سے حاصل ہونے والے اسباق مختصرا یہ ہیں:

(c) ketabton.com: The Digital Library

1 - قیامت اور سزا کے عقیدہ پر تاکید

2 - جو دل قیامت اور عذاب پر ایمان و یقین سے خالی ہے، یقینا اس دل کا مالک بد ترین مخلوق ہے، اور یقینی طور پر اس سے کوئی بھلائی کا کام نہیں ہوگا۔

3 - غریبوں کا مال و دولت اور ان کے حقوق کھانے والوں کو ملامت اور سرزش ، جو ان کے حقوق غصب کرکے انہیں حقارت اور ذلت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

4 - ان لوگوں کے لیے اور ملامتیں جو نماز میں سستی اور کاہلی کا مظاہرہ کرتے ہیں، اور اس بات پر توجہ نہیں دیتے کہ انہیں کب اور کس وقت نماز پڑھنی چاہیے، ایسے عمل سے اللہ کی پناہ، یہ منافقین کی نشانیوں میں سے ہے۔

5 - گھر اور زندگی کی ضروریات میں تعاون نہ کرنا اور مسلمانوں کی مدد نہ کرنا منافقین کی خصوصیات میں سے ہے،حدیث میں ہے کہ: "من لم یهتم بأمور المسلمین فلیس منهم" (جو مسلمانوں کے معاملات کی پرواہ نہیں کرتا ،ان میں سے نہیں ہے)تو جو لوگ ان کی ضروریات پوری کرنے سے روکتے ہیں ا ن کا کیا حال ہونا چاہیے؟

اسلام میں نماز چھوڑنے والے کا حکم

قرآن عظیم سورہ مدثر کی آیات"۴۲ اور ۴۳"میں کہتا ہے کہ: "مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ"(جب مؤمنین گنہگاروں سے پوچھیں گے کہ تم کس چیز کی وجہ سے دوزخ میں داخل ہوئے ہو؟ وہ کہیں گے کہ ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہیں تھے، (یعنی: ہماری نماز سے غفلت ہمیں اس سیاہ دن تک لے آئی) اور آگ سے دوچار کیا) جی حقیقتا ایسا ہی ہے، نماز پر یقین نہ رکھنے اور اس کو مکمل طور پر ترک کرنے سے وہ عذاب جہنم کے مستحق ہوں گے۔

اور جو لوگ نماز کی فرضیت پرتو یقین رکھتے ہیں لیکن عملی طور پر نماز نہیں پڑھتے اللہ تعالی نے قرآن کریم میں انہیں عذاب "غی" کی وعید سنائی ہے "غی" جہنم میں ایک گڑھا ہے، خدا تعالٰی فرماتے ہیں: "فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۝۵۹"(سورہ مریم آیت:۵۹)

ترجمہ: "پھر ان کے بعد ایسے نالائق جانشین ان کی جگہ آئے جنھوں نے نماز کوضائع کردیا اور خواہشات کے پیچھے لگ گئے تو وہ عنقریب گمراہی کو ملیں گے"۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

لیکن جو لوگ نماز کو فرض سمجھتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں، لیکن اس کی ادائیگی میں غفلت برتتے ہیں، اور اس کی پرواہ نہیں کرتے کہ ان کی نماز میں تاخیر ہوتی ہے یا اس کا وقت گذر جاتا ہے، قرآن کریم ان لوگوں کے بارے میں کہتا ہے: "فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝" ترجمہ: پس ان نمازیوں کے لیے بڑی ہلاکت ہے، وہ جو اپنی نماز سے غافل ہیں (سورہ ماعون۴ و ۵)

سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے اس آیت کے متعلق میں نے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "هم الذين يوخرون الصلاة عن وقتها"وہ لوگ ہیں جو نماز میں تاخیر کرتے ہیں یہاں تک کہ اس کا وقت گذر جاتا ہے نیز جیسا کہ ہم نے اوپر کہا صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا: "بين الكفر والايمان ترك الصلاة" ترجمہ: "ایمان اور کفر کے درمیان فرق نماز ہے"یعنی اگر کوئی فرض نماز جان بوجھ کر ترک کرتاہے تو وہ دائرہ ایمان سے خارج اور کفر تک پہنچ جاتا ہے۔

مسند کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "من حافظ على الصلوت كانت له نورا وبرهانا ونجاة يوم القيامة. ومن لم يحافظ عليها لم يكن له نورٌ ولا برهانٌ ولا نجاةٌ. وكان يوم القيامة مع القارون وفرعون وهامان وابى بن خلف"

ترجمہ: " جس شخص نے نماز کی پابندی کی، نماز قیامت کے دن اس کے لیے نور، برہان اور نجات کا باعث ہوگی،جس نے (پانچ وقت)نماز کی پابندی نہ کی تو نماز قیامت کے دن اس کے لیے نہ نور، نہ برہان اور نہ ہی وسیلہ نجاۃ ہوگی، اور وہ (بے نماز) قیامت کے دن قارون،فرعون، ہامان اور ابیٰ بن خلف کے ساتھ(جہنم میں) ہوگا"۔

ابو نعیم نے رسول اللہﷺ سے روایت کیا ہے: "من ترك الصلاة متعمدا كتب الله اسمه على باب النار ممن يدخلها ومن ترك صلاة متعمدا احبط الله عمله وبرئت منه ذمة الله تعالى حتى يرجع لله توبة"

"جو شخص جان بوجھ کر فرض نماز چھوڑتا ہے، اللہ تعالٰی اس کا نام جہنم کے دروازے پر لکھ دیتا ہے، اور وہ جہنم میں داخل ہونے والوں میں سے ہے، اور جو شخص جان بوجھ کر فرض نماز چھوڑتا ہے، اللہ تعالٰی اس کے اعمال کو برباد کردیتا ہے، اور خدا کی ذمہ داری کا مطلب ہے کہ وہ خدا کی حفاظت اور نگہداشت کے سائے میں نہیں ہے جب تک کہ وہ توبہ

(c) ketabton.com: The Digital Library

نہ کرے اور خدا کی طرف لوٹ جائے اور فرض نمازوں کی ادائیگی کا پابند اور ثابت قدم رہے"

اسراء و معراج والی حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا گذر ایسے لوگوں کے پاس نہ ہوا جن کے سر پتھروں سے کچلے جارہے تھے، پھر پہلی حالت پر آجاتے، رسول اللہ ﷺ نے جبرائیلؑ سے دریافت کیا کہ :یہ کو ن لوگ ہیں؟ جبریل نے کہا: یہ وہ لوگ ہیں جن کے سر نماز کے وقت بوجھل ہوجاتے تھے، اور وقت پر نماز نہیں پڑھتے تھے۔

اس لیے شریعت کا حکم ہے اور اس پر اجماع ہے کہ: جو کوئی بھی پانچوں نمازوں کی فرضیت کا انکار کرے وہ کافر اور مرتد ہے، یہاں تک کہ علماء کہتے ہیں کہ مذکورہ شخص کا قتل واجب ہے۔

ائمہ اہل السنۃ و الجماعۃ کے نزدیک نماز چھوڑنے والے کا حکم

تمام علمائے اسلام کی رائے ہے کہ مسلمان آدمی کا سب سے پہلا فرض اور ہر انسان کا یہ فریضہ ہے کہ وہ اپنی زندگی میں عظیم رب کی عبادت اور بندگی کا پابند رہے، عبادت کو ترک کرنا ایک مسلمان کے ذاتی اور بنیادی عمل میں کوتاہی سمجھا جاتا ہے۔

نماز دین اسلام میں عبادات میں سے ایک عبادت ہے، اور جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا ہے کہ جان بوجھ کر نماز چھوڑنا کفر کا سبب بنتا ہے، اور اس بات کی دلیل کہ نماز (جان بوجھ کر)چھوڑنا کفر ہے نبیﷺ کی حدیث ہے کہ آپﷺ نے فرمایا: "بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلاَةِ"(احمد اور اصحاب سنن نے اس حدیث کو روایت کیا ہے)، مفہوم: "کافروں سے جو عہد ہمیں جدا کرتا ہے وہ نماز ہے، جس نے نماز ترک کی وہ کافر ہوگیا"۔

لیکن اس مسئلہ کے تصور ،تعریف اور تفصیل کے بارے میں کہ نماز جان بوجھ کر ترک کی جائے یا غیر ارادی طور پر اور اس کے ساتھ ساتھ نماز چھوڑنے والا شخص اس کی فرضیت سے منکر ہو، ایک ایسا موضوع ہے جس میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔

بعض علماء کہتے ہیں کہ آدمی اس وقت تک کافر نہیں ہوتا جب تک کہ وہ نماز کی فرضیت کا انکار نہ کرے، اور احادیث: "بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلاَةِ" کی کفر اصغر سے تاؤیل اور تعبیر کرتے ہیں۔

البتہ دوسرے علماء کے جاری کردہ سب سے زیادہ صحیح فتوی یہ ہے: کہ جان بوجھ کر نماز چھوڑنا کفر (اکبر) کا سبب بنتا ہے، اگرچہ اس کی فرضیت کا انکار نہ کرے، اور علماء اسلام میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو نماز چھوڑنے والے پر حکم جاری کرنے میں احتیاط برتتے ہیں، اور نماز

(c) ketabton.com: The Digital Library

چھوڑنے والوں کو دو گروہوں میں تقسیم کرتے ہیں۔
(۱) پہلے گروہ میں وہ فاسق اور بے نماز لوگ شامل ہیں جو سستی اور کاہلی کی وجہ سے نماز چھوڑ تے ہیں۔
امام ابو حنیفہ ؒ کے پیروکار کہتے ہیں کہ:اگر کوئی شخص نماز کی فرضیت کا انکار نہیں کرتا، یا اسے حقیر نہیں سمجھتا تو اس پر کفر کا حکم نہیں لگایا جاسکتا اور نہ ہی اسے قتل کیا جائے گا۔

نماز ترک کرنے والے سے متعلق امام شافعی اور امام مالک کا حکم

امام مالک اور اما م شافعی نماز چھوڑنے والے سے متعلق فرماتے ہیں مذکورہ شخص فاسق اور مرتد ہے، کافر نہیں ہے، اسے تین دن کی مہلت دی جائے گی ، اس دوران اگر اس نے توبہ کی اور نماز پڑھی تو اسے چھوڑ دیا جائے گا، اور اگر توبہ نہ کی تو اسے شرعی حد کے طور پر قتل کردیا جائے گا۔

شیخ عثیمین اپنے ایک فتوی میں مجموع فتوی اور رسائل (۵۴/۱۱) میں فرماتے ہیں: میرے لیے جو بات واضح ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ بے نماز شخص اس وقت کافر ہوجاتا ہے، جب وہ نماز کو بلکل ترک کردے،یعنی: وہ بلکل نماز پڑھنا چھوڑدے، اور ایک نمازی کی حیثیت سے اپنی پہچان کھودے، لیکن اگر وہ کبھی نماز پڑھتا ہے اور کبھی نہیں پڑھتا تو میرے خیال میں اس کے کفر کا فتوی نہیں دیاجاسکتا، کیونکہ نبیﷺ نے فر مایا: "بَينَ الّرجُلِ وَبَينَ الشّرِكِ والكُفرِ تَركُ الصلاَة" ترجمہ: " آدمی اور کفر میں فرق نماز کا ترک کرنا ہے"
اس لیے جو شخص کبھی کبھار نماز پڑھتا ہے، اسے مکمل طور پر تارک نماز نہیں کہا جاسکتا۔

شیخ عثیمین کا نماز چھوڑنے والے کے بارے میں حکم

شیخ عثیمین ا پنے فتویٰ کے استدلال کو نبیﷺ کی اس حدیث سےمستند بناتے ہیں: "العهد الذی بَینَنَا وَ بینَهُم الصَّلاۃُ فَمَن تَرَکَهَا فَقَد کَفَرَ" ترجمہ: "ہم میں اور ان (کافروں اور مشرکوں)میں فرق نماز کا ہے، لہذا جو اس کو چھوڑ دے گا وہ کافر ہوجائے گا"
اگر حدیث کے الفاظ پر غور کریں،تو دیکھیں گے کہ پیغمبرﷺ نے یہ نہیں فرمایا: کہ جس نے ایک نماز چھوڑدی وہ کافر ہوگا، اور یہ بھی نہیں فرمایا کہ: انسان اور کفرو شرک میں حد فاصل ایک نماز ہے، بلکہ فرمایا: "ترك الصلاۃ" یعنی:نماز کو بلکل چھوڑ دینا، ظاہرا اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے

(c) ketabton.com: The Digital Library

کہ آدمی ایک یا دو نماز چھوڑنے سے کافر نہیں ہوتا، مگر یہ کہ مکمل طور پر نماز چھوڑدے، جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کیا۔
جو شخص کبھی نماز پڑھتا ہے اور بعض اوقات اسے چھوڑدیتا ہے وہ فاسق ہوتا ہے، اور ایک بڑے جرم کا مرتکب ہوجاتا ہے،در حقیقت اس نے جرم کیا ہے، تو یہ شخص جب تک نماز کی فرضیت کا انکار نہ کرے کافر نہیں ہوگا، البتہ بعض نمازوں کے چھوڑنے سے گنہگار اور نافرمان سمجھا جاتا ہے،لیکن جو شخص مکمل طور پر نماز ترک کردے تو وہ کافر اور دین اسلام سے خارج ہوجاتا ہے، خواہ وہ اسے سستی اور لاپرواہی سے چھوڑے یا جان بوجھ کر، مزید یہ کہ قرآن و سنت کے نصوص، اور صحابہؓ کی آراء اس کی تصدیق کرتی ہیں، یہاں تک کہ عبداللہ بن شفیق ؒ نے نماز ترک کرنے والے کے کفر پر صحابہ کا اجماع نقل کیا ہے، جبکہ اسحاق بن راہویہ نے تو اس بارے میں امت کے اجماع کا ذکر کیا ہے۔ (مجموع فتوی ورسائل شیخ عثیمین ۱۱/۵۴)
(۲): ان بے نماز افراد کا ہے، جو نہ صرف نماز نہیں پڑھتے، بلکہ نماز کی فرضیت کے بھی معترف نہیں ہیں: نماز پڑھنے کو ضروری نہیں سمجھتے، بلکہ لوگوں میں نماز کے وجوب کا کھلم کھلا مذاق اڑاتے ہیں۔

دوسرے گروہ کے متعلق احکام

علمائے کرام منکرین نماز کے متعلق کہتے ہیں، یعنی وہ لوگ جو نماز کی فرضیت سے نہ صرف انکار کرتے ہیں، بلکہ نماز کے مقام و مرتبہ کی تحقیر و توہین کرتے ہیں، اور اس کا مذاق اڑاتے ہیں، یہ لوگ دین کو نقصان پہنچاتے ہیں، چاروں ائمہ کے حکم کے مطابق ان لوگوں کے بارے میں جو نماز کی فرضیت کا انکار کرتے ہیں یا اسے حقیر اور ہلکا سمجھتے ہیں، اور ان کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان موجود نہ ہو، تو ایسا شخص ان کافروں کی طرح ہے جن کی صفت اللہ تعالی نے اس طرح بیان فرمائی ہے: "وَإِذَا نَادَيْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ اتَّخَذُوهَا هُزُواً وَلَعِباً ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لاَّ يَعْقِلُونَ" (سورہ مائدہ:۵۸) ترجمہ: "اور جب تم نماز کی طرف آواز دیتے ہو تو وہ اسے مذاق اور کھیل بنا لیتے ہیں، یہ اس لیے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو سمجھتے نہیں"۔
اس طرح ہم ان لوگوں کی حیثیت سے واقف ہوجاتے ہیں جو نماز اور عبادت کو پسماندگی اور دقیانوسیت سمجھتے ہیں، اور نماز پڑھنے والوں کا مذاق اڑاتے ہیں۔

امام ابو حنیفہؒ کا نماز چھوڑنے والے سے متعلق حکم

امام ابو حنیفہ ؒ کے پیروکار نماز چھوڑنے والوں کے بارے میں کہتے ہیں:

(c) ketabton.com: The Digital Library

اگر کوئی شخص سستی اور لا پرواہی کی وجہ سے نماز چھوڑ دیتا ہے تو وہ فاسق ہے، ایسا شخص نماز ترک کرنے سے فاسق ہوگا، اور اس کی تادیب اور تعزیز کرنا واجب ہے،اس کو اس حد تک سزا دینی چاہیے کہ اس کے جسم سے خون جاری ہوجائے، جب تک نماز پڑھنا شروع نہ کرے اسے قید میں رکھنا چاہیے، اور روزہ چھوڑنے والے کا بھی یہی حکم ہے۔
امام ابو حنیفہ ؒ کے پیروکار مزید کہتے ہیں کہ: اگر کوئی شخص نماز کی فرضیت کا انکار نہ کرے یا اسے حقیر نہ سمجھے تو اس کے کفر کا حکم نہیں لگایا جاسکتا اور اسے مارا بھی نہیں جائے گا۔

امام احمد کا تارک نماز کے بارے میں حکم

امام احمد اپنی مشہور ترین روایات میں فرماتے ہیں کہ نماز ترک کرنے والا کافر ہے اور اسے دین سے خارج اور "مارق" سمجھا جائے گا، اور اس کےلیے موت کے علاوہ کوئی سزا نہیں ہے، اور اس سے توبہ کرانا واجب ہے، اور نماز کی ادائیگی کے ساتھ اسے اسلام میں واپس لائیں، اگر وہ قبول کرتا ہے تو اسے جانے دو، اگر وہ نہ مانے تواس کی گردن مار دی جائے۔

نماز چھوڑنے والے کے بارے میں امام شعرانی کی نصیحت

امام شعرانی جو عالم اسلام کے بہترین علماء میں سے ایک ہیں اپنی کتاب: " العهود المواثيق المحمديه" میں لکھتے ہیں کہ رسول الله ﷺ نے تمام مسلمانوں سے یہ عہد لیا ہے جو بھی کسی بھی طبقے سے نماز چھوڑے چاہے وہ عالم ہو یا امی یا مقلد ہو تو اسے فرض نماز کی اہمیت سمجھائیں کہ کیا ہے، اور اسے پوری تاکید کے ساتھ یاد دلائیں، اپنے تمام رشتہ داروں اور جاننے والوں کو بتائیں کہ تارک نماز کا گناہ کتنا مذموم ہے اور وہ کونسا گناہ کررہا ہے، اور یہ نماز ترک کرکے اپنے دین کو برباد کررہا ہے۔

شیخ حبیب ابن عبدالله کا تارک الصلاة سے متعلق حکم

شیخ حبیب ابن عبدالله ابن علوی الحداد نے اپنی نصائح میں ذکر کیا ہے کہ:جس طرح نماز کی پابندی اور اسے جاری رکھنا تم پر فرض ہے، اسی طرح اس کا ضائع کرنا بھی تم پر حرام ہے، جیسا کہ تم پر واجب ہے، ایسا ہی آپ اپنے اہل و عیال اور بچوں پر بھی نماز کی ادائیگی میں سختی کریں، اسی طرح جو بھی آپ کے ماتحت ہے اسے نماز قائم کرنے کا پابند کریں، اس سے نماز نہ پڑھنے کے بارے میں کوئی بھی عذر قبول نہ کریں، ان میں سے کوئی بھی آپ کا حکم نہ مانے تو آپ پر لازم ہے کہ اس پر غصہ کریں، اوراسے سزا دیں، اگر آپ نے ایسا نہیں کیا کہ آپ بھی انہیں لوگوں میں شامل ہوں گے جو خدا کے حقوق، نماز اور خدا کے دین کو نظر انداز کرتے ہیں۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

اگر آپ نے ان کو سزا دی سرزنش کی، اور ان سے ناراض ہوگئے، اور اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوا، تو ان کو اپنے پاس سے بھگانا واجب ہے، کیونکہ یہ شیطان ہیں جن میں کوئی خیر اور برکت نہیں، ان سے دوستی کرنا اور ان کے ساتھ رہنا جائز نہیں، ان سے دشمنی کرنا، ان سے الگ ہونا اور ان سے دور رہنا واجب ہے، کیونکہ یہ خدا اور اس کے رسول کے دشمن ہیں،جیسا کہ خدا تعالٰی نے فرمایا: "لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ۝ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ۝"(سورة المجادلہ:۲۲)

ترجمہ: جو لوگ خدا پر اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہیں تم ان کو خدا اور اس کے رسول کے دشمنوں سے دوستی کرتے ہوئے نہ دیکھو گے خواہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا خاندان ہی کے لوگ ہوں-یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں خدا نے ایمان(پتھر پر لکیر کی طرح)تحریر کردیا ہے اور فیض غیبی سے انکی مدد کی ہے-

محترم قارئین:

حقیقت یہ ہے کہ قرآن کریم نماز نہ پڑھنے کو کافروں کی خصوصیات میں سے شمار کرتا ہے،اور کہتا ہے کہ: "وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ"(سورہ مرسلات:۴۸) ترجمہ: اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جھک جاؤ تو وہ نہیں جھکتے-

اور وہ غرور کے نشے میں اس قدر مست ہوجاتے ہیں کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ: الله اور اس کے نواہی کے سامنے عاجزی اختیار کرو اور فرمانبردار بن جاؤ تو وہ عاجزی نہیں کرتے اور فرمانبردار نہیں بنتے ، چنانچہ قیامت کے دن ان کی حالت یہ ہوگی کہ: "يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ"(سورہ القلم)

ترجمہ:جس دن پنڈلی کھولی جائے گی اور وہ سجدے کی طرف بلائے جائیں گے تو وہ طاقت نہیں رکھیں گے-

قرآن کے مطابق ایک شخص اس وقت اپنی جان کی حفاظت سے لطف اندوز ہوگا اور اسلامی بھائی چارہ کے جھنڈے تلے آئے گا، جب وہ شرک سے توبہ کرے، نماز قائم کرے اور زکوۃ ادا کرے، اللہ تعالٰی حربی مشرکوں اور کافروں کے بارے میں فرماتا ہے: "فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ۝ وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ"(سورہ توبہ:۱۱) "اگر وہ توبہ کرلیں (اور

(c) ketabton.com: The Digital Library

کفر سے پھر جائیں، اور اسلام قبول کرلیں، اور اسے ظاہر کرنے کے لیے) نماز پڑھیں اور زکوۃ ادا کریں (اب وہ تم میں سے ہیں، لہذا ان کو چھوڑدو) اور ان کے لیے راستہ کھول دو، بیشک خدا کے پاس اپنے گناہوں سے توبہ کرنے والوں کے لیے بہت زیادہ بخشش ہے، اور اس کی رحمت وسیع ہے تمام بندوں کے لیے۔

اس کے بعد فرماتا ہے: "فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ ۗ وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ"، مفہوم اور ترجمہ:اگر وہ (کفر سے) توبہ کریں اور(اسلامی احکام کی پابندی کریں) اور نماز پڑھیں اور زکوۃ دیں (ان سے ہاتھ روکو)کیونکہ وہ تمہارے دینی بھائی ہیں (اور وہ ان چیزوں کے مستحق ہیں جن کے تم مستحق ہو، جو چیزیں تم پر واجب ہیں، وہ ان پر بھی واجب ہیں ، ہم اہل علم و عرفان کے لیے اپنی آیات کا بیان اور وضاحت کرتے ہیں۔

قرآن ہمارے لیے آخرت کی تصویر پیش کرتا ہے،جہاں کافر اور ظالم جہنم میں ہوں گے،اور اصحاب الیمین مؤمنین ان سے پوچھیں گے: "مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ۝۴۲ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ۝۴۳ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ۝۴۴ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ ۝۴۵ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝۴۶" ترجمہ: تمہیں کس چیزنے سقر میں داخل کردیا؟ وہ کہیں گے ہم نماز ادا کرنے والوں میں نہیں تھے، اور نہ ہم مسکین کو کھانا کھلاتے تھے، اور ہم بے ہودہ بحث کرنے والوں کے ساتھ مل کر فضول بحث کیا کرتےتھے، اور ہم جزا کے دن کو جھٹلاتے تھے ۔

ان کے جرم اور کفر کا پہلا مظہر یہ تھا کہ وہ نماز پڑھنے والوں میں سے نہیں تھے، جب بھی ہم حدیث نبوی کی طرف رجوع کرتے ہیں تو ہمیں ایسی صحیح روایات ملتی ہیں جو نماز ترک کرنے والے کے کفر کی تصدیق کرتی ہیں۔

حضرت معاذ بن جبل ؓ سے روایت ہے کہ:رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: " لَا تَتْرُكِ الصَّلَاةَ فَإِنَّ مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ ذِمَّةُ اللهِ" ترجمہ: "نماز (جان بوجھ کر) نہ چھوڑو، اگر کوئی (جان بوجھ کر) نماز چھوڑدے تو خدا تعالٰی کی ذمہ داری اس سے ختم ہوگئی"۔

طبرانی نے اس حدیث کو معجم اوسط میں اپنی سند سے روایت کیا ہے، اور منذری نے متابعات میں کہا کہ یہ قابل قبول ہے۔

عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن نماز کے بارے میں فرمایا: "جس نے نماز کی پابندی کی، نماز اس کے لیے روشنی ، حجت

(c) ketabton.com: The Digital Library

اور حجاب ہوگی قیامت کے دن، اور جو اس کی پابندی نہیں کرے گا اس کے لیے کوئی نور، حجت اور نجاۃ نہیں ہوگی، اور قیامت کے دن فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا"۔ احمد بن حنبل نے اس حدیث کو روایت کیا ہے، اور ہیثمی نے کہا کہ اس کے رجال ثقہ ہیں۔

نماز ترک کرنے والے کے بارے ابن قیم ؒ کا حکم

دمشق کے شیخ ابن قیم ؒ جو کہ(۶۹۱)ہجری میں پیدا ہوئے، نماز ترک کرنے والے کے بارے میں فرماتے ہیں، جو شخص سیاست اور امارت کی خاطر نماز ترک کرے گا تو اس کا فرعون کے ساتھ حشر ہوگا، اور جو مال و اسباب کی وجہ سے نماز ترک کرے گا اس کا قارون کے ساتھ حشر ہوگا، اور جس کا مقام و مرتبہ اسے نماز پڑھنے سے روکے گا وہ ہامان کے ساتھ اٹھے گا، اور جس نے مصروفیات اور کاروبار کی خاطر نماز ترک کی وہ ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔

جب نماز کی پابندی نہ کرنے والوں کا حشر ان ظالموں کے ساتھ ہوجائے، جبکہ جہنم میں ان کا عذاب بہت سخت ہے، تو نماز کو پوری طرح ترک کرنے والے جنہوں نے عمر بھر الله کے حضور سجدہ نہ کیا ہو تو ان کی سزا کیسی ہوگی؟ نبی کریمﷺ فرماتے ہیں"مَنْ تَرَكَ صَلاَةَ الْعَصْرِ حَبِطَ عَمَلُهُ"(احمد و بخاری و نسائی نے بریدہ سے روایت کیا ہے) ترجمہ: "جس نے عصر کی نماز چھوڑدی اس کا نیک عمل ضائع ہوگیا"۔

جب ایک نماز ترک کرنے سے عمل ضائع ہوجاتا ہے تو تمام نمازوں کو ترک کرنے والے کی کیا سزا ہوگی؟

قرآن منافقین کی مذمت بیان کرتاہے کہ جب وہ نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو سستی اور کاہلی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں۔

تو ان لوگوں کا کیا ہوگا جو نہ خوش دلی سے کھڑے ہوتے ہیں اور نہ ہی سستی سے، نیز جان بوجھ کر نماز چھوڑنے والے کی تکفیر یا دین سے خارج ہونے کے بارے میں صحابہ کرام میں سے کسی نے مخالفت نہیں کی ہے۔

امام ترمذی عبدالله بن شقیق ؓ سے صحیح سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا : رسول الله ﷺ کے صحابہ کرام نماز کے علاوہ کسی عمل کے ترک کرنے کو کفر نہیں سمجھتے تھے، راوی کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام صحابہ کرامؓ اس مسئلہ پر متفق تھے، اس لیے انہوں نے یہ نقطہ نظر کسی ایک صحابی کی طرف منسوب نہیں کیا۔

نیز علماء دین اور محدثین حضرات، صحابہ کرام، تابعین اور فقہاء کی رائے بیان کرتے ہیں۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

حضرعلی ؓ نے فرمایا جو نماز نہیں پڑھتا وہ کافر ہے۔
ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ جس نے نماز چھوڑدی وہ کافر ہے،اسی طرح ابن مسعود ؓ سے بھی مروی ہے کہ جس نے نماز ترک کی وہ بے دین ہے۔

جابر بن عبداللہ کا نماز چھوڑنے والے کے بارے میں حکم

جابر بن عبداللہ ؓ نے واضح حکم لگا یا ہے کہ جو نماز نہیں پڑھتا وہ کافر ہے۔
ابو درداء فرماتے ہیں: نماز نہ پڑھنے والا ایمان نہیں رکھتا ، اور نماز اس نے نہیں پڑھی جس کا وضو نہ ہو۔
ایوب سختیانی سے مروی ہے وہ کہتے ہیں: یہ کہ نماز چھوڑنے والا کافر ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے حافظ منذری ان روایات اور پیشرؤوں کے معمولات کو بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ: صحابہ کی ایک جماعت جن میں عمر بن خطاب، عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عباس، معاذ بن جبل، جابر بن عبداللہ اور ابودرداء رضی اللہ عنہم اجمعین شامل ہیں، اور غیر صحابہ میں سے احمد بن حنبل، اسحاق بن راھویہ،عبداللہ بن مبارک یحی،حکم بن عقبہ ، ایوب سختیانی، ابو داود طیالسی، ابوبکر بن ابی شیبہ، زہیر بن حرب ؓ اور دوسروں نے کہا ہے کہ: جس نے جان بوجھ کر نماز کا وقت ختم ہونے تک چھوڑدی وہ کافر ہے، (الترغيب والترهيب، جلد 1، كتاب الصلاة، فصل الترهيب (من ترك الصلاة تعمّداً) -

امام بن تیمیہ ؒ کا نماز چھوڑنے والے کے بارے میں حکم

شیخ ابن تیمیہ ؒ فرماتے ہیں کہ: نماز چھوڑنے والے کو سلام نہیں کرنا چاہیے، اور اس کی مہمانوازی قبول نہیں کرنا چاہیے... کسی باپ کے لیے جائز نہیں ہے کہ اپنی بیٹی کا نکاح کسی بے نمازی سے کرے، کیونکہ جو شخص نماز نہیں پڑھتا وہ درحقیقت مسلمان نہیں ہے، اور وہ مسلمان لڑکی سے شادی کا مستحق نہیں ہے، وہ اس عورت اور اس کے بچوں کے سرپرستی میں امانت دار نہیں ہوسکتا۔
نیز اداروں اور کارخانوں کے مسلم مالکان کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ ایسے لوگوں کو ملازم رکھیں جو نماز نہیں پڑھتے، ورنہ ایسے عمل کے تحت وہ گناہ میں حصہ دار شمار ہوں گے، جو رب کے حقوق کو خالق اور رازق ہے تلف کرے وہ بندوں کے حقوق کو لازما نظر انداز کرے گا نقصان پہنچائے گا۔
اس اہتمام سے اس الہٰی فریضہ کے سامنے معاشرے کی ذمہ داری جو دین کا ستون اور بنیاد سمجھی جاتی ہے واضح اور ظاہر ہوجائے گی، نماز ایک ایسا فرض ہے جسے چھوڑنا کسی کے لیے جائز نہیں ہے،مگر یہ کہ

(c) ketabton.com: The Digital Library

وہ کسی ایسی سنگین بیماری یا مصیبت میں مبتلا ہو،کہ اس کی عقل اور اختیار جاتا رہے،جس کے نتیجے میں خدا کے حکم کو سمجھنا اس کے لیے مشکل ہو، دوسری صورت ، اور دوسری بیماریوں میں نماز اس کے ذمے سے ساقط نہیں ہوگی۔

شریعت مریض کو مخاطب کرتی ہے

جتنا ہوسکے خود کو پاک رکھو اور وضو کرو، اپنی استطاعت کے مطابق نماز پڑھو اور کبھی نماز نہ چھوڑو، پانی سے وضو کرو، اگر پانی نہ ملے تو مٹی کے ساتھ تیمم کرو، کھڑے ہوکر نماز پڑھو، اگر نہ پڑھ سکو تو بیٹھ کر نماز پڑھو، اگر پھر بھی نہ کرسکو تو اپنی کروٹ پر یا پیٹھ کے بل لیٹ کر، یا اپنے سر یا آنکھوں کے اشارے سے نماز پڑھو، جیسا کہ اللہ تعالٰی فرماتے ہیں: "فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ"(سورۃ تغابن:۱۶) ترجمہ: "سو اللہ سے ڈرو جتنی طاقت رکھو"

معاشرہ اس فرض کو پورا کرنے کا ذمہ دار ہے، خاص طور پر حاکم اپنی رعایا اور ماتحتوں کا ذمہ دار ہے، جیسے:چھوٹے بچوں کے لیے باپ یا بیوی کے لیے شوہر۔

ہمارا رب العزت اس مسئلے میں فرماتا ہے: "وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا نَّحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَى"(سورۃ طحہ:۱۳۲) ترجمہ: "اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دے اور اس پر خوب پابند رہ،ہم تجھ سے کسی کے رزق کا مطالبہ نہیں کرتے، ہم ہی رزق دیں گے اور اچھا انجام اہل تقوی کا ہے"۔

نیز اللہ تعالٰی فرماتا ہے: "يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ"(سورۃ تحریم:۶) ترجمہ: "اے لوگو جو ایمان لائے ہو! "خود کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں"

جب شوہر اپنی بیوی پر خصوصی توجہ دیتا ہے اور اس سے محبت کرتا ہے، نیز ایک باپ جو اپنے بچوں سے پیار کرتا ہے اور ہمدردی رکھتا ہے، اسے ہمیشہ کوشش کرنی چاہیے کہ وہ انہیں جہنم کی آگ سے محفوظ رکھے، اور انہیں اللہ تعالٰی کی اطاعت اور عبادت پر جس کی اہم بنیاد نماز ہے کار بندہے۔

شیخ ابن باز ؒ کا نماز چھوڑنے والے کے بارے حکم

شیخ ابن باز اپنے فتوے میں نماز چھوڑنے والے کو کافر قرار دیتے ہیں حتی کہ اس شخص کو بھی کافر سمجھتے ہیں جو جان بوجھ کر اپنی نماز میں

(c) ketabton.com: The Digital Library

تاخیر کرے،(مزید معلومات کے لیے رجوع کریں: "فتاوی اللجنة"(۶/۴۰،۵۰)
جیسا کہ بعض دوسرے اہل علم کا خیال ہے کہ اگر کوئی شخص بغیر کسی شرعی عذر کے ہمیشہ نماز کو قضاء کرے اس طرح کہ اس نماز کا وقت گذر جائے اور اگلی نماز کا داخل ہو، پس وہ کافر ہے، اور نماز کا وقت گذر جائے یعنی ظہر کی نماز کو غروب یا مغرب کی نماز کو عشاء تک تاخیر کردے (یہ حکم نماز کے جمع ہونے کے امکان کی وجہ سے ہے) اور سلف کے علماء میں سے جو اس رائے کے حامل ہیں، ان میں محمد بن نصر المروزی ؒ اور عبداللہ بن مبارک ؒ ہیں، لہذا اس قول کی بنا پر وہ شخص جو مثال کے طور پر صرف جمعہ کی نماز پڑھتا ہے، یا صرف عید بقر یا عیدرمضان میں نماز پڑھتا ہے، یا جو ایک دن پڑھتا ہے، اور دوسرے دن نہیں پڑھتا (اگر چہ وہ نماز کی فرضیت کا انکار نہیں کرتا) وہ کافر ہے۔

شیخ محمد بن صالح العثیمین کا نماز چھوڑنے والے کے بارے میں حکم

شیخ عثیمین ؒ اپنے فتوے میں مذکورہ بالاحکم کی تصدیق کرتے ہوئے ایک اور جگہ ہمیشہ نماز چھوڑنے والے کو کافر قرار دیتے ہیں، یعنی جو شخص ہمیشہ اور مسلسل نماز ترک کرتا ہے وہ کافر ہے، یہ مذکورہ بالا رائے برخلاف ہے، اس قول کے کہ وہ شخص کافر ہے جو مکمل نماز ترک کرتا ہو، اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ ؒ کا بھی یہی قول ہے، انہوں نے کہا ہے کہ: اگر کوئی ایک نماز پڑھے اور دوسری چھوڑدے تو گویا اس کے دل میں یہ ارادہ ہے کہ وہ نماز کو یکسر چھوڑدے گا، وہ باطنی طور پر کافر ہوگا، یعنی وہ کفر جسے اللہ تعالٰی جانتا ہے، اس کے اور اللہ کے درمیان ہے (مجموع الفتاوی: (۲۲/۴۹)، (۷/۶۱۵) اور (شرح العمدة): (۲/۹۴)، شیخ ابن عثیمین بھی اس کے قائل ہیں، جیسا کہ وہ کہتے ہیں: اس بارے میں جو دلائل سے ثابت ہے وہ یہ ہے کہ نماز چھوڑنے والا کافر نہیں ہے، جب تک کہ وہ نماز کو مستقل طور پر ترک نہ کردے، یعنی وہ خود کو نماز ترک کرنے کا عادی بنا دے، یعنی وہ ظہر کی نماز نہیں پڑھتا، اور اسی طرح عصر، مغرب، عشاء اور فجر کی نماز نہیں پڑھتا، اس حالت میں وہ آدمی کافر ہے، لیکن اگر وہ دن اور رات میں ایک یا دو فرض نمازیں پڑھے وہ کافر نہیں ہوتا، کیونکہ اس کے متعلق یہ یقین نہیں آتا کہ اس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑنے کا ارادہ کیا ہے، جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بين الرجل وبين الشرك والكفر ترك الصلاة" ترجمہ: "انسان اور شرک اور کفر کے درمیان نماز ترک کرنا ہے "انہوں نے یہ نہیں فرمایا کہ: "ترك صلاة" "کوئی بھی نماز

(c) ketabton.com: The Digital Library

چھوڑنا کفر ہے" ("صلاۃ" نکرہ ہے) "الشرح الممتع"(۲/۲۶)-

البتہ شیخ ابن عثیمین سے اس معاملے میں زبانی طور پر اس شخص کا حکم پوچھا جاتاہے جو صرف جمعہ کی نماز پڑھتا ہے، تو وہ جواب دیتے ہیں کہ: ایسے لوگ ظاہری طور پر کافر ہوجاتے ہیں، اس لیے کہ اس نے ایک ہفتے میں پینتیس فرض نمازوں میں سے صرف ایک نماز پڑھی تھی اور یہ ایک ہفتے کی نمازوں کے مقابلے میں بہت کم ہے، اور جو شخص پورے ہفتے میں ایک نماز پڑھتا ہے اسے نمازی نہیں کہا جائے گا، بلکہ اس کا شمار تارک نماز میں ہوگا۔

شیخ ناصر الدین البانی کا نماز چھوڑنے والے کے بارے میں حکم

شیخ ناصر الدین البانی دوسرے علماء کے قول کی تائید کے ساتھ تارک نماز کو اس وقت کافر قرار دیتے ہیں جب وہ نماز کی فرضیت کا انکار کرے، ان کا خیال ہے کہ تمام واجب عبادات میں جب کوئی شخص ان کی فرضیت کا منکر ہو تو وہ کافر ہوجاتا ہے، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ نماز کی فرضیت ہو یا روزہ کی ، زکات وغیرہ کا وجوب ہو۔

وہ ور سستی و کاہلی سے نماز چھوڑنے والے کی تکفیر نہیں کرتے اگر وہ اپنے گناہ کا اعتراف کرے، یعنی اگر اس شخص سے پوچھا جائے کہ:نماز فرض ہے یا نہیں ، اگر اس نے کہا کہ: ہاں واجب ہے، تو ہم اس کی تکفیر نہیں کرسکتے ، کیونکہ وہ نماز پر ایمان اور عقیدہ رکھتا ہے، اگر چہ اس نے نماز چھوڑدی ہے، اور اس کی وجہ سے اس نے خود کو سخت عذاب میں مبتلا کیا ہے،لیکن وہ ایسا شخص ہے جس نے اپنی زبان پر شہادتین جاری کی ہیں اور اسلام کے احکامات کو مانتا ہے،لیکن اگر اس نے کہا کہ نماز کو واجب نہیں سمجھتا، تو یقینا اس نے کفر یہ لفظ کہا ہے اور وہ کافر ہے۔

نماز چھوڑنے والے کے بارے میں عمومی نتیجہ

بعض علماء تو جان بوجھ کر ایک نماز چھوڑنے کو تارک نماز اور کفر کا باعث سمجھتے ہیں ، اور بعض دوسرے علماء اس شخص کو کافر سمجھتے ہیں جو بلکل نماز نہیں پڑھتا اور مستقل نماز کو ترک کردیتا ہے،لیکن بعض اور علماء نماز کی فرضیت کا انکار کرنے والے کو کافر سمجھتے ہیں، اگرچہ وہ تارک نماز نہ ہو۔

البتہ ابن عثیمین کا دوسرا قول زیادہ درست معلوم ہوتا ہے لیکن ان لوگوں سے جو نماز کی فرضیت کا انکار نہیں کرتے، یا نماز کو حقیر یا ہلکا نہیں سمجھتے،اس صورت میں نماز چھوڑنے پر کافر یا مرتد ہے، جیسا کہ ظاہر احادیث اور صحابہ کرامؓ وغیرہ کے فتاوی سے معلوم ہوتا ہے، یا وہ فاسق

(c) ketabton.com: The Digital Library

اور خدا سے دور سمجھا جاتا ہے۔
جو شخص نماز نہیں پڑھتا اس کے لیے سب سے بڑی رعایت یہ ہے کہ اسے فاسق سمجھاجائے کہ اسے کسی بھی وقت کفر کا اندیشہ ہوسکتا ہے، اس میں کوئی شک نہیں بعض گناہ دوسرے گناہوں کا سبب بن جاتے ہیں، جس طرح صغیرہ گناہ کبیرہ گناہوں کی طرف لے جاتے ہیں، اور کبیرہ گناہ کفر کا باعث بن جاتے ہیں۔
لہذا ایک مسلمان پر فرض ہے کہ اپنے اندر جھانک کر خدا کے سامنے توبہ کرے، اور اپنا دین درست کرے، اور نماز قائم کرنے کا فیصلہ کرے،جس طرح دین داروں پر فرض ہے کہ وہ بے نمازوں اور مسلسل نماز چھوڑنے والوں کو نصیحت اور نیکی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں اس کے بعد اگر باز نہ آئیں تو ان کے ساتھ تعلقات منطقع کریں اور میل جول چھوڑ دیں۔
اہم ملاحظہ: بہر صورت حکام پر واجب ہے کہ وہ نماز پڑھنےوالے کو توبہ کرنے پر مجبور کریں، اس کے سامنے حکمت کے ساتھ خدا کا حکم اور رسول اللہﷺ کی سنت کے ساتھ نماز کے فوائد کی وضاحت کریں، اگر مذکورہ شخص توبہ کرئے تو اسے چھوڑ دیں، لیکن اگر وہ ضد کرے اور نماز کے انکار پر اصرار کرے تو اسلامی کے حکم کے مطابق اسے اسلامی عدالت میں قتل کردینا چاہیے۔
نماز ترک کرنے والوں کے ساتھ تعلقات قائم کرنے یا منقطع کرنے کے بارے میں علماء کرام کا کہنا ہے کہ ان کے ساتھ تعلقات منقطع نہیں ہونے چاہئیں، ان کے ساتھ رابطہ قائم رہنا چاہیے، انہیں اچھی نصیحت کے ذریعہ نماز پڑھنے کی دعوت دینا چاہیے۔
یہ شرعی حکم ہے کہ ایسے لوگوں کو دعوت دی جائے اور نصیحت کی جائے، اور انہیں آخرت کے عذاب سے ڈرایا جائے شاید وہ توبہ کر کے سیدھے راستے کی طرف لوٹ آئیں۔
الحمدللہ سورہ ماعون تفسیر احمد کا اردو ترجمہ ۲۸: رمضان المبارک ۱۴۴۵ کو مکمل ہوا۔

صدق الله العظیم وصدق رسوله النبی الکریم

Get more e-books from www.ketabton.com
Ketabton.com: The Digital Library